احمد معاویہ

عظیم مجاہد، مؤمن کامل

الشیخ اسامہ بن لادن سے ملاقات

نبی السیف نبی الملاحم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

بداء الاسلام غریباً وسیعود کمابداء فطوبیٰ للغربا

کہ اسلام جب ابتدا میں تھا تو غربت و مسکنت میں تھا، ایک انجان مسافر کی طرح تھا، لوگ اس نام کو بھول چکے تھے۔ اور پھر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اسلام پر یہی کیفیت طاری ہو گی، پس خوشخبری ہے ربا(مسافروں) کے لئے، جو راہ حق میں عزیز و اقرباء، اپنے مولد و مسکن کو چھوڑ کر محض اللہ کے دین کے لئے فر سے برسرپیکار ہیں........ انسان جب اس حدیث مبارکہ پر غور و تدبر کرتا ہے تو فکر و خیال اس ابدی روشنی سے منور ہوتے ہیں اور اللہ کی راہ میں جانیں قربان کر دینے والے صف شکن مجاہدین کا منظر بہت صاف دکھائی دیتا ہے۔

جب افغانستان میں روسی استعمار نے اپنے آہنی پنجے گاڑے تو پوری افغان قوم اس غیر ملکی تسلط کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی اور مسلح جہاد کا اعلان کیا۔ اس جہاد کا عرصہ قریبا بارہ تیرہ برس بنتا ہے۔ اس دوران سرخ فوج نے نہتے افغانی مسلمانوں پر کیا کچھ مظالم نہیں ڈھائے، پورا عالم اسلام اس سے واقف ہے۔ اس جہاد میں صرف افغانستان کے مسلمانوں نے ہی روس کے خلاف داد شجاعت نہیں دی بلکہ پاکستان، بنگلہ دیش، برما، انڈیا حتیٰ کہ عالم عرب سے ہزاروں عرب نوجوان بھی افغانستان میں کفر کے خلاف مورچہ زن ہوئے۔ انہوں نے برستی گولیوں اور بموں کی بارش میں وہ کارنامے انجام دیئے کہ قرون اولیٰ کے غزوات کی یاد تازہ ہو گئی۔ ان عرب مجاہدین کے سرخیل شیخ عبداللہ عزام تھے جو اسلام آباد میں اسلامی یونیورسٹی کے شعبہ عربی سربراہ تھے۔ افغانستان میں جہاد شروع ہوا تو جیسے انہیں گمشدہ راہ مل گئی، اپنے وطن کو خیرباد کہا، ملازمت چھوڑی اور افغانستان پہنچ کر کفر کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ اب زیادہ تر وقت میدان کارزار میں گزرتا یا دعوت جہاد میں۔ شیخ عبداللہ عزام کی عملی پختگی اور عربی میں قدیم عرب خطباء کی یاد تازہ کر دینے والی شعلہ بار خطابت نے نازو نعم میں پلے بڑھے ہزاروں نوجوانوں کو جہاد افغانستان میں شمولیت کے لئے بے چین و بے تاب کر دیا۔ عرب نوجوان اپنے وطن، گھر، آرام و آسائش کی زندگی کو چھوڑ کر بیتابانہ افغانستان کے کہساروں میں پہنچنے لگے۔ سینکڑوں عرب نوجوانوں نے پاکستان پہنچ کر اپنے پاسپورٹ پھاڑ دیئے کہ اب شہادت یا جہاد۔

انہی نوجوانوں میں ایک نام ''الشیخ اسامہ بن لادن'' کا ہے۔ جو اب افق جہاد پر ستارہ بن کر چمک رہا ہے جس کا نام امریکہ جیسے سفاک بدمعاش اور دہشت گرد کے خلاف نفرت و حقارت اور انتقام کی علامت بن چکا

ہے۔

اسامہ بن لادن سعودیہ کے شاہی خاندان کے ہم مرتبہ "بن لادن" خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے والد محمد بن عود بن لادن، شاہ فیصل کے دور میں ایک کنسٹرکشن کمپنی کے مالک تھے۔ انہوں نے حرم شریف مکہ اور مسجد اقصیٰ کی تعمیر کروائی تھی......شاہ فیصل دو افراد کی موت پر روئے تھے۔ ایک محمد بن ابراھیم اور دوسرے اسامہ کے والد محمد بن عود بن لادن کی وفات پر۔ اسامہ بن لادن کا نام ریاض اور الخبر میں امریکی اڈوں پر بم دھماکوں کے بعد سامنے آیا۔ جن میں اسامہ بن لادن کو ذمہ دار ٹھہرایا اس کے علاوہ صومالیہ میں ڈیڑھ سو سے زائد امریکی فوجیوں کی ہلاکت کا ذمہ دار بھی اسامہ بن لادن کو ٹھہرایا گیا۔ فروری ۱۹۹۳ء میں نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں بم دھماکے کے ملزم یوسف رمزی کو بھی اسامہ بن لادن کا شاگرد قرار دیا گیا۔ یہی وجہ ہے شیخ جہاں سعودیہ کو مطلوب ہیں وہیں امریکہ کو بھی ان کی بڑی شدت سے تلاش ہے۔ افغانستان میں روس کی مکمل شکست و ہزیمت اور سوویت یونین کے سقوط کے بعد شیخ اسامہ نے اپنا مسکن سوڈان کو بنالیا، جہاں شیخ کے ارد گرد بے شمار عرب نوجوان اکٹھے ہوگئے۔ وہاں شیخ کی زیر نگرانی ان عرب نوجوانوں کو عسکری تربیت دی گئی۔ جنہوں نے بعد میں مصر، الجزائر، اور سعودیہ میں امریکی اثرات کے حامل مقامات پر چھاپہ مار کارروائیاں کیں۔ جس کے نتیجہ میں سوڈان پر اقوام متحدہ کی طرف سے عالمی سطح پر اقتصادی پابندیاں عائد کردی گئیں اور سوڈان کو ایک دہشت گرد ملک قرار دیا گیا۔ سوڈان کو مزید دھمکی دی گئی کہ وہ اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کردے ورنہ سنگین نتائج بھگتنے کے لیے تیار ہوجائے، شیخ اسامہ جنہوں نے سوڈان کو مشکل حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے معاشی طور پر خود کفیل ہونے میں مدد دی تھی، انہوں نے سوڈان کے لئے مزید مشکلات کا باعث بننے کی بجائے سوڈان کو خیر باد کہا اور افغانستان میں بسیرا کرلیا۔ گزشتہ آٹھ نو ماہ قبل جب امریکی کمانڈوز ڈیرہ غازیخان سے ایمل کانسی کو یوں اٹھا کر لے گئے جیسے پاکستان امریکہ کی ایک ذیلی ریاست ہو، تو انہی دنوں اخبارات میں یہ خبریں بھی پڑھنے کو ملیں کہ امریکہ سے پانچ سو کے قریب کمانڈوز شیخ اسامہ بن لادن کو افغانستان کے کوہساروں سے ڈھونڈ کر گرفتار کرنے کے شوق میں پاکستان اور افغانستان کے سرحدی علاقہ میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ مگر تاحال امریکی بھیڑیے اپنے اس خبیث ارادے میں ناکام ونامراد ہیں۔

شیخ اسامہ کے بعض ایمان افروز اور امریکہ کو دعوت مبارزت سے مملو بیانات پاکستان کے اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں اور یہ حقیقت ہے اس مرد مومن کی ایک للکار سے امریکہ کے وائٹ ہاؤس کے بدمعاش اور عالمی غنڈے کپکپانے لگتے ہیں۔

گزشتہ دنوں راقم افغانستان گیا تو یہ خواہش بڑی شدت سے انگڑائیاں لینے لگی کہ اس مرد حُر کو ایک نظر دیکھ کر قلب ونظر کو شاد کام کیا جائے۔ چنانچہ اس خواہش کا تذکرہ جب اپنے میزبان سے کیا تو انہوں نے وعدہ کرلیا کہ آپ کی ملاقات شیخ سے ضرور کرائی جائے گی۔

افغانستان میں عید سے ایک روز قبل اچانک ہمارے میزبان نے اپنے ہمراہ چلنے کو کہا۔ ایک دوسری

جگہ سے چند دوسرے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر شہری آبادی سے بہت دور دو گھنٹے کے سفر پر محیط شیخ کے مسکن کی طرف روانہ ہوئے...... قریباً دو گھنٹے پُر پیچ اور انجانے راستوں پر سفر کر کے جب ہم شیخ کے مسکن میں موجود مسجد کے قریب اترے تو پر کیف لمحات کا احساس دل ودماغ میں جا گزیں ہوا۔ نماز ظہر کا وقت ہو چکا تھا اس لئے جلدی سے وضو بنا کے مسجد کے اندرونی ہال میں داخل ہوئے تو اچانک مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے شیخ اسامہ کے ساتھی والہانہ انداز میں ایک ایک کر کے ہمارے وفد کے تمام افراد سے ملے، تمام نوجوان عرب تھے اور ہمارے استقبال میں عربوں کی وہی روایتی گرمجوشی بھرپور انداز میں نظر آئی۔ بس یوں محسوس ہوا کہ برسوں کے بچھڑے ساتھی ایک دوسرے سے مل رہے ہوں۔ نماز سے فراغت کے بعد مسجد سے ملحق ایک کمرے میں شیخ اسامہ بن لادن تشریف لا چکے تھے۔

مجاہدانہ لباس میں موجود، دراز قد، گندمی رنگ، متشرع چہرہ، سر پر سیاہ افغانی پگڑی باندھے ہوئے، وفد کے تمام ارکان سے محبت واپنائیت کے ساتھ مصافحہ ومعانقہ کر رہے تھے۔ ہم نے انہیں دیکھا، تو دیکھتے ہی رہ گئے۔ اس قدر معصوم چہرہ؟...... یہ ہے وہ شخص جس سے کفر لرزہ براندام ہے؟...... بھلا ایسے لوگ بھی دہشت گرد ہوا کرتے ہیں؟...... نہیں...... مگر ہاں...... کفر تو ایسے ہی بنیاد پرستوں سے خوفزدہ ہے جن کی صفت یہ ہے کہ ہم "باللیل رہبان" "وبالنھار فرسان" جو راتوں کو اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے ہو کر، گڑگڑا کر اپنی عبدیت کا اظہار کرتے ہیں اور دن کو میدان جہاد میں کفر سے برسرپیکار ہوتے ہیں۔

مصافحہ ومعانقہ کے بعد ہم اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے اور سلسلہ کلام چلا۔ شیخ کی گفتگو جو ایک لیکچر کی صورت میں ہوئی کچھ یوں تھی!

کمرے میں دیوار پر عالم اسلام کا ایک نقشہ بنا ہوا تھا۔ شیخ نے پہلے بتایا کہ عالمِ اسلام کا کسی دور میں کل رقبہ کتنا تھا۔ اب یہودی، اور عیسائی مشنریوں کی محنت سے کتنے ممالک مکمل طور پر عیسائی یا اشتراکی بن چکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ افریقہ کے وہ ممالک جہاں اس وقت نصاریٰ قابض ہیں۔ پہلے ان کا شمار اسلامی ممالک میں ہوتا تھا۔ عالمِ اسلام میں جزیرۃ العرب اپنے مخصوص جغرافیے اور تیل کی دولت سے مالامال ہونے کی وجہ سے پورے عالم میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ مغرب، خصوصاً امریکہ کو اس میں بطور خاص دلچسپی ہے۔ جبکہ روس جس کے پاس گرم پانیوں کی کوئی بندرگاہ نہیں وہ بھی خلیج عرب میں دلچسپی رکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عرب ممالک اشتراکی اور امریکی بلاک میں بٹے ہوئے ہیں۔ ان کی اپنی کوئی رائے نہیں۔ ان کے روسی وامریکی آقا جیسا کہتے ہیں۔ ویسا ہی کرتے ہیں۔ ۱۹۷۹ء میں جب روس نے گرم پانیوں تک پہنچنے کے لئے افغانستان پر یلغار کی تو مغرب کو اپنے لالے پڑ گئے کہ اگر وہ یہاں پہنچ گیا تو پٹرول کی دولت بھی اس کے ہاتھ لگ جائے گی۔ چنانچہ مغرب نے افغانستان کے مجاہدین کی اعانت کی۔ سعودیہ، مصر اور دیگر عرب ممالک میں روس کے خلاف جہاد کرنے والے افغانیوں کے حق میں فتاویٰ جاری کئے گئے۔ لوگوں کو جہاد میں شامل ہونے کی ترغیب وتحریص دلائی گئی۔ گلی گلی، مسجد مسجد، نفیر عام کیا گیا۔ شیخ عبداللہ بن باز نے فتاویٰ جاری کئے۔

امریکہ، جسے افغان جہاد سے قطعی دلچسپی نہ تھی اس نے روس کو گرم پانیوں تک پہنچنے سے روکنے کے لئے مجاہدین کی امداد کی۔ افغانستان سے روس مجاہدین کی جدوجہد اور قربانیوں سے نکل گیا۔ اور اس کا اپنا شیرازہ بکھر گیا۔ اب امریکہ دنیا میں واحد سپر طاقت تھا اور اس کے سامنے اب کوئی مزاحمت کرنے والا نہیں تھا۔ ایک سازش کے تحت عراق کے ذریعے کویت پر حملہ کرایا گیا۔ تا کہ امریکہ کو یہاں اپنی فوجیں لانے کا جواز مل سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آج امریکی افواج ہماری حفاظت کے نام پر ہمارے ممالک میں بیٹھی ہیں۔ اب شیخ عبداللہ بن باز کے فتاویٰ امریکی افواج کے حق میں صادر ہوتے ہیں۔ وہ نہیں دیکھتے کہ اب یہاں بھی افغانستان کی طرح غیر ملکی قابض ہیں جن کی تہذیب، ثقافت اور مذہب، ہر چیز ہم سے جدا ہے۔ جو ہمارے ممالک میں فحاشی و عریانی اور لادین کلچر لائے ہیں۔ ہماری عوام میں طاغوتی نظریات کی اشاعت کر رہے ہیں۔ شیخ کہتے ہیں کہ: قبل از بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، سب سے بڑا بد بخت انسان وہ تھا جس نے ابرہہ کو حرم کعبہ کے راستہ کی نشاندھی کی تھی، آج کا سب سے بڑا بد بخت انسان فہد ہے، جس نے امریکی افواج کو بلوا کر یہاں مامور کیا ہے۔ اثنائے گفتگو میں شیخ نے رندھی ہوئی آواز میں کہا...... میں ایک انسان ہوں۔ میرے بھی حقوق ہیں۔ سعودیہ میرا مولد و مسکن ہے۔ وہاں مسلمانوں کا کعبہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک ہے۔ جہاں رہنا اور حرمین کی زیارت کرنا ہر مسلمان کی شدید خواہش ہے۔ لیکن میرے لئے آج وہاں کے دروازے بند ہیں۔ آخر کیوں؟ صرف اس لئے کہ میں کہتا ہوں..... امریکی افواج یہاں سے نکل جائیں؟

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں شیخ اسامہ کے ان خیالات کو بھی درج کر دیا جائے۔ جن کا اظہار انہوں نے سی این این کے نمائندہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کیا۔ شیخ اسامہ کہتے ہیں۔

"ایک مکمل عقیدہ رکھنے والے کا ایمان ہے کہ زندگی اللہ کے اختیار میں ہے۔ جہاں تک زندگی کا خوف ہے آپ کے لئے سمجھنا مشکل ہے، جب تک آپ کا یقین پختہ نہ ہو۔ یہ ہمارا ایمان ہے کہ کوئی ایک سانس بھی زیادہ نہیں لے سکتا جو اس کی قسمت میں اللہ نے مقرر کر دیئے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ کے مقصد کے لئے مرنا باعث عزت ہے۔ جس کی خواہش ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی قسم، یہ میری آرزو ہے کہ میں اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا مارا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں........ اللہ کی راہ میں لڑنا بڑی عزت و شرف کی بات ہے۔ اور ایسا صرف قوم کے مقبول بندوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہمیں ایسی موت پسند ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے آپ کو زندہ رہنا پسند ہے۔ ہمیں کوئی خوف نہیں بلکہ ہم تو ایسی ہی موت کی خواہش رکھتے ہیں۔"

سی این این کے نمائندہ کے ایک سوال کے جواب میں کہا۔

"کلنٹن یا امریکی حکومت کا ذکر ہوتا ہے تو نفرت اور انقلاب کو ہوا ملتی ہے۔ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ امریکی حکومت، کلنٹن یا بش کا نام آتے ہی ہماری نظروں کے سامنے اور ہمارے ذہن میں ہمارے بچوں کے کٹے ہوئے سر، اور ان کے کٹے ہوئے اعضاء کی تصویریں گھومنے لگتی ہیں۔ جو ابھی سال بھر کے بھی نہ ہوئے

تھے۔ ان کے کٹے ہوئے ہاتھ جو عراق میں مارے گئے۔ اور ان یہودیوں کے ہتھیار جنہوں نے ہمارے بچوں کو تباہ کیا، ہمیں وہ سب یاد ہے۔ مسلمانوں کے ذہن اور دل امریکہ اور اس کے صدر کے نئے نفرت سے بھرے ہوئے ہیں امریکی صدر کا دل کوئی لفظ نہیں جانتا۔ ایسا دل جو یقیناً سینکڑوں بچوں کا قاتل ہے وہ کوئی لفظ نہیں سمجھتا۔ امریکی فوجی جو ہتھیاروں سے لیس ہو کر اور اپنی وردیاں پہن کر غرور سے چلتے ہوئے آئے اور ہماری سرزمین پر اترے، جبکہ ہمارے علما کو قید خانوں میں ڈال دیا گیا.......میں کہتا ہوں کہ یہ سوا ارب مسلمانوں کے دلوں میں نفرت اور انتقام کی آگ بھڑکا گئے۔ امریکہ، سعودیہ اور اس کے حریت پسند مجاہدین کو دہشت گرد نہ کہے بلکہ خود امریکی صدر دہشت گرد ہے۔ وہ سعودی عرب میں اس لئے آئے ہیں کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈلوائیں۔ اور اسرائیل کی مدد کریں۔ جس نے فلسطین پر قبضہ کر لیا ہے اور اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں"

شیخ اسامہ کہتے ہیں کہ ہر عرب نوجوان کے لئے ضروری ہے کہ وہ جزیرہ العرب سے امریکی افواج کے انخلا کے لئے جدوجہد کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو فہد کے گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ سیدنا صالح علیہ اسلام کی اونٹنی کو بستی کے چند شر پسندوں نے مل کر پہلے اس کے پاؤں کاٹے پھر نیچے گرا کر شہید کر ڈالا۔ پوری بستی اس گناہ میں شامل نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کو "فعقروھا" سے تعبیر کیا اور اس گناہ کو پوری بستی پر محیط کیا۔

شیخ اسامہ کے پاس قریباً دو گھنٹے بیٹھے رہے۔ ان کے افکار وخیالات کی ضو سے اپنے فکر و نظر کو جلا دیتے رہے۔ راقم کی طرف سے مجلس احرار اسلام اس کی استعمار کے خلاف جہد و مساعی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے مجاہدانہ کردار کا مختصر تعارف کرایا گیا۔ شیخ نے پوری توجہ سے سنا اور ان کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔

ماہ رمضان کا آخری روزہ تھا۔ شیخ نے اصرار فرمایا کہ آج کی افطاری ہمارے ساتھ کریں۔ اپنی دلی خواہش بھی یہی تھی کہ چلو اس بہانے شیخ اسامہ ایسے مرد مومن کے پاس بیٹھنے کا اور وقت مل جائیگا...... کہ ایسے مواقع روز کہاں نصیب ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے وفد کے کچھ ارکان نے ایک دوسری جگہ پہنچنا تھا اور وہاں جانا ضروری بھی تھا اس لئے بادل نخواستہ اجازت لیتے ہی بنی۔

(بقیہ از ص ۵۷)

دل کیوں دکھی ہو رہا ہے؟، یہ سب ایمان کے رشتے کی وجہ سے ہے۔ کفیل شاہ جی! یہ لوگ ایمان اور استقامت والے تھے۔ جرأتوں کے نشان اور ولولوں کی علامت تھے۔ آپ ان کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ پڑھنے والوں کے ایمان تازہ کرتے ہیں۔ انہیں سوچنے کی پر خلوص دعوت دیتے ہیں کہ حیات مستعار کی چار گھڑیاں کسی قرینے اور کسی ڈھنگ سے گزار لیں۔ کسی اعلیٰ مقصد کے لیے اپنی ساری توانائیاں کھپا دیں۔ "نقیب" کے حوالے سے آپ نے فکر و احساس کی جو شمع فروزاں کر رکھی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی روشنی تاقیامت ہمارے ماحول میں قائم و دائم رکھے۔ (آمین) ۔ خالد ہمایوں، اسسٹنٹ پروفیسر (پنجاب یونیورسٹی لاہور ۲۴، دسمبر ۹۷ء)